کربلا: احتجاج وانقلاب کی لافانی آواز

پروفیسر شاہ محمد وسیم، علی گڑھ

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ظلم و جبر سے اپنی حکومتوں کو قائم ودائم رکھنے میں، مافیہا سے بے خبراس دنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں میں ڈوبے ہوئے حریص حکمرانوں نے تاریخ سے فائدہ نہ اٹھایا، اگر تاریخی حقائق کا مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں پتہ چلتا کہ کوئی نمرود وقت بچا، نہ کوئی شداد زمانہ۔ تاریخ نے انہیں حرف غلط کی طرح محو کردیا، یا یوں کہا جائے کہ مظلوموں مفلسوں، اپاہجوں اور مجبوروں کی آہوں تلے، ان کی شہرت، ان کے حرکات وسکنات، ظلم اور تشدد سب کے سب دب کر خاک میں مل گئے۔ ان کا ذکر باقی ہے، لیکن نفرت اور حقارت کے سایۂ تلے۔ ظلم تو ظلم ہے کہ بڑھتا ہے تو ظالم کو مٹادیتا ہے۔ در اصل ظالم اپنا کام خود تمام کرلیتا ہے۔ قتل وخون اور غارتگری کو اپنا شیوہ بنا تو لیتا ہے اپنے تسلط بے جا کے لئے، مگر رفتار زمانہ کو کیا کیجئے کہ وہ ظالم کے ظلم پر سوچنے سمجھنے والوں کے

ضمیروں کو جھنجوڑتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔مقتولین کا خون پرچم انقلاب بن کر ابھرتا ہے۔ اور مظلوم وستم رسیدہ افراد کا نالہ وگریہ نعرۂ انقلاب بن جاتا ہے۔صحن عالم میں خدائے بزرگ وبرتر کا پیغام عدل سوئے ہوئے ضمیروں کو حق وصدق وصفا اور ان کے مقاصد کو عیاں کرتے ہوئے جگاتا ہے۔

مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں دنیا کے انصاف پسند اور انسان دوست افراد کو سانحۂ کربلا اور اس کے مابعد کے اثرات پر نظر کرنا چاہئے، کہ جب ایک ایسے ظالم شخص نے نواسۂ رسول حسین ابن علیؑ سے سوال بیعت کیا تھا ، جو اسلامی قوانین، سنّت اور احادیث رسولؐ کی خلاف ورزی کررہا تھا۔تونواسۂ رسول وجگر گوشۂ بتول حسین مظلوم یزید کے مطالبہ بیعت کا کیا جواب دیتے یزید کے تعارف میں ابن احنف کا قول سننے کے قابل ہے۔جب ان سے معاویہ نے پوچھا کہ تم نے اپنے بھتیجے (یزیدلعن) کو کیسا پایا؟ تو انھوں نے جواب دیا:

اِنَّا نَخَافُ اللّٰہَ اِن کَذَّبْنَا وَ نَخَافُکُمْ اِنْ صَدَّقْنَا

اگر ہم جھوٹ بولیں تو خدا کا ڈر ہے اور اگر سچ بولیں تو تمہارا ڈر ہے ۔ ا؎

یزید کی ولیعہدی کا اعلان جس طرح کیا گیا، اسکو ابن کثیر نے معاویہ کے ایک کارندے ابن مقنع کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے: اس (ابن مقنع) نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہوکر کہا: ’’اَمیر المومنین ھٰذا وَاِنْ ھَلَکَ فَھٰذا وَمن ابی فھذا۔۔ امیر المومنین یہ ہیں (معاویہ) اور اگر یہ مرجائیں تو اس (یزید) کی خلافت سے جو انکار کرے گا، اس کے لئے یہ ہے۔(تلوار کی طرف اشارہ کرکے کہا) ۲؎

یہ اعلان جانشینی اس معاہدہ کی خلاف ورزی میں تھا، جو معاویہ، نے امام حسنؑ سے کیا تھا، جبکہ قرآن کا اعلان ہے اوفوا بالعقود۔یعنی اپنے وعدوں کو وفا کرو۔

جب یزید(لعن) کے فسق وفجور کی باتیں عام ہوئیں، تو اشراف مدینہ کا ایک وفد یزید کی طرف روانہ ہوا، جس میں عبد اللہ بن حنظلہ انصاری، منذر بن زبیر اور دوسرے حضرات شامل تھے، دمشق میں یزید(لعن) نے ان کی بہت تعظیم وتکریم کی اور کثیر مال وزر عطا کیا۔لیکن ان باتوں کے باوجود اس کی سیاہ کاریاں چھپ نہ سکیں، اور انہوں نے طے کرلیا کہ ہم مدینہ پہونچ کر اس کی بیعت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکیں گے، ان کے الفاظ یہ تھے:

’’ہم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں ،جس کا کوئی دین نہیں، جو شراب پیتا ہے، اور جس

کے سامنے کنیزیں باجے بجاتی ہیں۔ ہم تمہیں گواہ کرتے ہیں کہ ہم نے اس کی اطاعت ترک کی۔'' ۳۔

یہی یزید(لعن) نواسۂ رسولؐ حسینؑ ابن علیؑ سے بیعت کا طلبگار تھا' انہیں حسینؑ سے جن کے بڑے بھائی امام حسنؑ کے لئے اور خود ان کے لئے ان کے نانا رسول اللہ محمد ؐ نے ارشاد فرمایا تھا ''اَلْحَسَنؑ وَ الْحُسَینؑ سَیّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ(حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں ۴۔ اور یہ بھی کہ ھٰذَا اِنَّ اَبنائی وَ ابنائَ اِبْنَتِی، اَللّٰھُمَ اِنی اَحِبّھا فَاَحَبَّھُمَا وَ اَحَبُ مَنْ یَحَبُھُمَا یعنی(یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی فاطمہؑ کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، پس تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے (بھی) جو ان سے محبت کریں۔۵۔ امام حسینؑ سے بیعت طلب کرنے والے ان احادیث کو بھلا بیٹھے تھے اور اس کو بھی کہ آپ ؐ نے یہ بھی فرمایاہے کہ وَمَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِی ۶۔ اور قرآن کی اس آیت کو بھی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤذُونَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیاوَ الْآخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَاباًمُّھِیناً۔ ۷۔

رجب کا مہینہ ختم ہو چکا تھا ۔یہ ۶۰ھ تھی۔ یزید نے ولید ابن عتبہ گورنر مدینہ کولکھ بھیجا کہ حسینؑ سے بیعت لو۔ ولید نے امامؑ کو رات میں طلب کیا۔ امام حسینؑ نے اس وقت ولید سے جو گفتگو کی، اس پر مروان نے کہا اگر حسینؑ اس وقت بلا بیعت کیے چلے گئے، تو تم ان پر اس طرح قابو نہ پاسکو گے، جب تک کہ تمہارے اور ان کے درمیان کشتوں کی کثیر تعداد نہ ہوگی ! اس شخص کو مقید کرلو، اور اسے یہاں اپنے پاس سے نہ جانے دو، جب تک یہ یزید کوخراج تحسین نہ ادا کرے، یا تم اسے قتل نہ کردو۔'' ۸۔ یہ سن کر امام حسینؑ کھڑے ہوگئے اور اظہار ناراضگی کیا، اور پھر آپ اپنے جانثاروں کے ساتھ بیت الشرف پہنچ گئے۔

'' تم نے میرا کہنا نہ مانا'' مروان نے ولید سے کہا ''نہیں! قسم اللہ کی اب تمہیں ان پر دسترس کا ایسا موقع کبھی بھی فراہم نہ ہوگا۔''

اس کے دوسرے روز، جب دن رات کی طرف بڑھ رہا تھا، ولید کی طرف سے لوگ آئے اور امام حسینؑ سے کہا کہ ولید نے آپ کو بلایاہے۔ چونکہ امامؑ کے پیش نظر کل کا واقعہ تھا، جو دہشتگردی کی نشاندہی کررہا تھا، لہٰذا امام حسینؑ نے رات کے وقت وہاں جانے سے انکار کردیا۔ اور دوسرے دن رات کے وقت مع اپنی بہنوں ، بھائیوں ،بھتیجوں ، بھانجوں اور اہل خاندان وغیرہ کے

ساتھ مکہ کی طرف چلے گئے کہ ایام حج قریب تھے۔ نانا کے مدینہ کو خیر باد کہتے وقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

''میرے جہاد کا مقصد نہ تو ظلم ہے اور نہ بغاوت، اور نہ یہ کسی ذاتی مفاد وخود غرضی پر مبنی ہے۔ میں کسی طرح کی شرانگیزی یا کسی کے خلاف ظلم کو پھیلانا نہیں چاہتا۔ میں تو صرف اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے جارہا ہوں، اور میں اپنے بزرگوں کے لائحہ عمل پر قائم رہوں گا۔'' ۹؎

امام حسینؑ شب جمعہ میں ماہ شعبان کی تیسری تاریخ کو مکہ پہونچ گئے۔ مکہ میں امام حسینؑ سے ملنے کے لئے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ یہاں کوئی ایسا ذکر نہیں ملتا کہ مدینہ میں طلب بیعت اور مروان کی غیر شریفانہ اور شرانگیز گفتگو کے باوجود امامؑ نے کوئی پر جوش تقریر کی ہو یا طلب بیعت کے خلاف لوگوں کو دنیا کے عام چلن کے مطابق اکسایا ہو بلکہ حج کو عمرہ میں بدل کر آپؑ نے مکہ کو خیر باد کہا، کیونکہ حاجیوں کے بھیس میں احرام میں تلواریں چھپائے ہوئے قاتل آگئے تھے۔ ۷/ذی الحجہ کو آپؑ نے عازمین حج کے مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا:

''۔۔۔جو بھی ہماری راہ میں اپنی جان دینے کو تیار ہے، اور جو اللہ سے ملاقات کی آرزو رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ کوچ کرے۔ ہم انشاء اللہ علی الصباح نکلیں گے۔'' چونکہ مقصد عظیم تھا، لہٰذا امام حسینؑ نے یہ بھی کہہ دیا (کہ) ''تم میں سے جو خیال کرتا ہے کہ اسے وہاں پہونچ کر سرکاری منصب ملے گا، اسے اپنی ان امیدوں کو ختم کرکے اپنے گھر کو لوٹ جانا چاہئے۔'' ۱۰؎

امامؑ ۸/ذی الحجہ کو ؁ سے باہر نکل گئے، کوفہ جانا مقصود تھا۔ اثنائے سفر میں مقام ثعلبیہ پر آپؑ کو پتہ چلا کہ جناب مسلم ابن عقیل کو مع ان کے صاحبزادوں جناب محمد وابراہیم کے عبید اللہ ابن زیاد، گورنر کوفہ، نے قتل کروادیا ہے۔

امامؑ کا سفر جاری تھا اور کوفہ دو منزل رہ گیا تھا کہ ابن زیاد کا سردار فوج حر ابن یزید ریاحی، اپنے دو ہزار سواروں کے ساتھ امام حسینؑ کے مقابلے میں خیمہ زن ہوا۔ اور کہا کہ میں آپ کو گرفتار کرکے کوفہ لے جانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔'' اسی اثناء میں حر کو ابن زیاد کا اس مضمون کا خط ملا کہ حسینؑ کو ایسی جگہ روکو جہاں سبزہ نہ ہو! ''

امام حسینؑ مع اپنے قافلہ کے ۲/محرم ۶۱ھ کو وارد کربلا ہوئے۔ ۷ محرم سے مکمل بندش آب عمل میں لائی گئی۔ اشقیاء نے نواسۂ رسولؐ، حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے قافلہ پر پانی بند کردیا۔ ابھی کتنا

عرصہ گذرا ہے کہ رسول اللہ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔۔'' کی سند دے کر گئے ہیں؟ صرف ۴۹ سال۔ یہ کیا ہوا کہ حسینؑ سے ایک فاسق وفاجر طلبگار بیعت ہے۔ ابھی تو سب کو یاد ہوگا کہ خدا کے رسولؐ نے فرمایا تھا: اَلْحَسَنْ علیہ السلام وَالْحُسَیْن علیہ السلام اَبْنَائِی، مَنْ اَحَبَّہُمَا اَحَبَّنِی وَمَن اَحَبَّنِی اَحَبَّہُ اللّٰہ، دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَن اَبغضہمَا اَبْغَضَنی، وَمَن اَبْغَضَنی اَبْغَضَہ، وَمَن اَبْغَضَہٗ اَدْخلہ النَّارَ یعنی حسنؑ اور حسینؑ میرے بیٹے ہیں، جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی، اس نے اللہ سے محبت کی اور جنت میں داخل ہوا، اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا، اس نے اس سے اللہ سے بغض رکھا پس وہ جہنم میں داخل ہوا (مستدرک حاکم)

عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں: ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کا قتل گناہ کبیرہ ہے (اور) کفر، اور لعنت (تو) کافروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایسے کلام والوں کے حال پر افسوس ہے کہ نبی کریم کے کلام پاک پر ان کی نظر نہیں ہے کہ بغض واہانت وایذاء فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور ان کی اولاد کے ساتھ خود رسول اللہ کے ساتھ بغض واہانت وایذاء ہے، جو بے شک کفر ولعنت ہے اور وہ لوگ جہنم میں سزایاب ہوں گے۔ یہ آیہ کریمہ اس پر دال ہے:

إِنَّ الَّذِینَ یُؤْذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ وَأَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُہِینًا ٭ یعنی بیشک! جو لوگ خدا کو اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں، ان پر خدا نے دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی ہے، اور ان کے لئے رسوائی کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' ۱۱؎

امام حسینؑ نے کوئی لڑاکو فوج جمع نہ کی تھی، صرف ایمان والوں کو بلکہ راسخ العقیدہ ایمان والوں کو ساتھ لیا تھا۔

یزیدی فوج کی یلغار اور ظلم وجور امامؑ کے پیش نظر تھا۔ ایسے میں دنیا والے فوج اکٹھا کرتے ہیں، لیکن امامؑ معصوم کی قیادت میں یہ جہاد اللہ والوں کا جہاد تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور اولادوں، بھائیوں، اعزاء واقربا اور انصاران باوفا کو جمع کیا اور کہا:

''میں خدا کی حمد وثناء کرتا ہوں، جس نے ہمیں پیغمبری سے سرفراز کیا اور ہمیں قرآن اور دین کی تعلیم دی۔۔۔۔ میں اپنے اصحاب سے بہتر کسی کو نہیں جانتا، اور نہ اپنے خاندان سے زیادہ کسی کو دیندار ۔۔۔ اللہ تم کو اے میرے اصحاب! جزا عطا کرے۔ مجھے معلوم ہے کہ کل ہمارا خاتمہ

ہوجائے گا۔۔۔۔میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں کہ (یہاں سے) چلے جاؤ، میں تمہیں روکوں گا نہیں ! رات کا اندھیرا تمہیں ڈھانپ لے گا، اس کو سمند کی طرح کام میں لاؤ۔'' ۱۲؎

امامؑ نے صرف کہا ہی نہیں، چراغ بھی بجھا دیا کہ جانے والے چلے جائیں۔مگر کون جاتا اور کیوں جاتا؟ کہ امامؑ کی قیادت میں سب کے سب مشتاق جنّت تھے! حسینؑ نے بیعت اٹھائی تو سب سے پہلے جناب ام البنینؑ کا جری بیٹا۔عباسؑ جری ودلاور اٹھا اور کہا: آقا! ایک زندگی تو کیا، ستّر ستّر زندگیاں بھی ملیں گی تو آپ پر نچھاور کریں گے۔ پھر سب نے امامؑ کو چھوڑ کر نہ جانے کی بات کہی۔کربلا کے ایمان والے وفاداروں پر ہمارا سلام! اے سید الشھداء آپؑ پر اور آپؑ کے انصار ان باوفا پر اور تمام شہدائے کربلا پر ہم سوگواروں کا سلام!

شب عاشور امامؑ نے مع اپنے ساتھیوں کے عبادت میں بسر کی۔صبح عاشور نمودار ہوئی۔آج اذان مولاؑ نے اپنے کڑیل جوان بیٹے حضرت علی اکبرؑ سے دلوائی، جو صورت وسیرت ورفتار وگفتار میں اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کے نانا سے مشابہ تھے۔فوج یزیدی نے تیروں کی بارش کی۔اور قربانی کا دفتر کھل گیا۔ یکے بعد دیگرے امام حسینؑ کے سب ساتھی شہید ہوگئے۔ایک وقت وہ آیا کہ حسینؑ تن تنہا تھے، خیام میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ ان کے بیمار بیٹے، سید سجاد علی ابن الحسینؑ تھے۔ امام حسینؑ ان اشقیائ، ان نابکاروں کو تلقین حق کر رہے تھے، اب بھی راہ راست پر آجاؤ۔امامؑ کے چہرہ پر گلوئے علی اصغرؑ سے نکلنے والا خون تھا، حرملہ کا تیر لگا، تو امامؑ نے وہ خون اپنے چلّو میں لے لیا تھا، اور جب زمین وآسمان نے اسے لینے سے انکار کیا، توانہوں نے اسے اپنے چہرہ پر مل لیا تھا۔ امام حسینؑ عصر عاشور شہید ہوئے تو خیام میں آگ لگادی گئی۔ اس شام غریباں میں زمین وآسمان روئے۔جلی ہوئی قناعتوں پر بیٹھی ہوئی بیبیوں اور بچوں کی آہیں اور آواز گریۂ فرش سے عرش تک جارہی تھی۔ سید سجّاد نے یہ ساری رات ایک سجدۂ شکر میں گزاردی۔۱۱رمحرم ۶۱ھ کو امام علیؑ ابن الحسینؑ، بچوں اور بیبیوں کو اسیر کرکے کوفہ اور کوفہ سے دمشق (شام) لے جایا گیا، جہاں انہیں قید کردیا گیا۔''حالانکہ امام حسینؑ نے جو احتجاجی پروگرام مرتّب کیا تھا' اس میں جنگ کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔ وہ تصادم سے بچنے کی ہر امکانی کوشش کرتے رہے۔لیکن جنگ سے بچنے کی ان کی ہر امکانی کوشش ناکامیاب ہوگئی اور جب اموی فوجوں نے حسینؑ کو چاروں طرف سے نرغہ میں لے لیا اور ان سے بیعت کا مطالبہ کیا تو امام حسینؑ نے بڑے عزم وحوصلہ سے ان کا مقابلہ کیا،اور بڑے انوکھے انداز سے

انقلاب کے شعلہ کو فروزاں رکھا۔'' ۱۳؎

اسلام نے بنی نوع انسانی کی ہدایت کے لئے جو روحانی اور اخلاقی ومعنوی معیار پیش کئے تھے اور جن کی تعلیم محمد مصطفیٰ □ نے دی تھی اور انہوں نے اور اہلبیتؑ نے جو عملی نمونہ پیش کیا تھا، اموی حکومت انہیں روندتی چلی جارہی تھی، جو لوگ پایۂ تخت کے قریب تھے، وہ اس امتیاز کی وجہ سے ناجائز طور پر فائدے اٹھاتے ہوئے عیش کررہے تھے، جب کہ عام آدمی ناانصافیوں اور زیادتیوں کا شکار تھا، اسی لئے قانون الٰہی کے استحکام کے لئے امام حسینؑ نے بیعت یزید سے انکار کردیا تھا۔

''ایک طرف حسینؑ نیکیوں اور حسن اخلاق کا عملی نمونہ پیش کررہے تھے، تو دوسری طرف یزید (اپنے کردار میں) موروثی برائیوں کا بدترین نمونہ تھا۔ اگر حسینؑ لوگوں سے اسی طرح ہمدردی رکھتے تھے، جس طرح کہ دنیا میں عظیم المرتبت لوگ عام طور پر رکھتے ہیں، تو یزید انسانی جذبات سے بالکل عاری اور شرم وحیا سے مبرا تھا۔'' ۱۴؎

نواسۂ رسولؐ امام وقت حسینؑ ابن علیؑ نے یزید کی حکومت میں سیاسی، سماجی، معاشی اور اخلاقی صورتحال کو بگڑتے ہوئے دیکھا، اور یہ بھی سب کچھ اسلامی قانون، احادیث رسولؐ اور سنت کے خلاف ہورہا تھا۔ اسلامی اقدار روندی جارہی تھیں اور تقسیم زر اور مواقع میں مساوات وعدل معدوم ہورہے تھے۔ جو لوگ اثر رسوخ رکھتے تھے یا سازشوں اور ترکیبوں کا سہارا لے سکتے تھے، پھل پھول رہے تھے اور جو لوگ اپنی سیدھی سچی محنت ومشقت کے ساتھ جینا چاہتے تھے، وہ محرومیوں اور صعوبتوں کا شکار تھے۔ ''جس وقت ہزاروں لوگ بھوک سے مررہے تھے، اس وقت بنوامیہ کے خلیفہ نے معبد نام کے مغنّی کو بارہ ہزار دینار بخش دیئے، کیونکہ اس نے اپنی موسیقی سے خلیفہ کو خوش کردیا تھا۔ حکومت کے امراء لاتعداد غلام اور کنیزیں رکھتے تھے۔ صرف عبدالملک کے بیٹے سلیمان نے ان میں سے ستّر ہزار کو آزاد کیا تھا۔ نسل، خاندان اور پارٹی کی بنیادوں پر طرف داری اور تعصب بنوامیّہ کے دور خلافت میں عام بات تھی ۱۵؎ حالانکہ اسلام نے اس تعصب کو ختم کردیا تھا اور امام علیؑ نے اس کی کوئی اجازت نہیں دی تھی۔'' ۱۶؎ ایسے میں بیعت کا مطالبہ، وہ بھی نواسۂ رسول سے!

جیسا کہ بیان ہوا، ۱۱ محرم کو یزیدی فوج نے امام علیؑ ابن الحسینؑ سید سجاد، خواہران حسین مظلوم حضرت زینبؑ وامّ کلثومؑ، اور ننھی سکینہ بنت الحسینؑ کو اسیر کیا اور کوفہ کی جانب روانہ کردیا، پھر وہاں سے دمشق (شام) کے لئے کوچ کیا۔ رسن بستہ بی بیاں تھیں اور طوق وسلاسل میں بندھے ہوئے

سید سجادؑ۔ ان لوگوں نے حالت اسیری میں اپنے خطبوں سے نہ صرف حسین مظلوم کی شہادت سے لوگوں کو روشناس کیا بلکہ عوام الناس کو وحشیانہ یزیدی مظالم سے بھی آگاہ کر دیا۔حق و باطل کے درمیان حد فاصل کھنچ گئی۔اس کے اثرات ظاہر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ خود یزید کے بیٹے معاویہ ابن یزید نے بعد یزید تخت وتاج پر ٹھوکر مار کر اپنے باپ کے ظلم اور سید الشہداء حسینؑ ابن علیؑ کی مظلومیت کا اعلان کیا۔

''مظلوم کربلا کی فتح پر فتح خود نازاں ہے۔کربلا ہمیں آواز دے رہی ہے کہ اگر زندگی کو بامقصد اور باہدف بنانا چاہتے ہوتو عزت ووقار کے ساتھ جینا سیکھو۔کربلا ---ظلم وجور کے خلاف ایک روشن مشعل، انقلابیوں کے لئے ایک علامت جہاد واحتجاج اور غم اور گریہ کرنے والوں کے لئے ایک اساس ہے،حسینؑ ہر شریف النفس اورحریت پسند انسان کے دل میں محبت اور وفاداری کی کسوٹی ہیں۔وہ خودشناس اٹل انقلابی کے لئے ایک نمونۂ عمل ہیں، جنہوں نے مظلوموں کے حق کی بات کی ، وہ پیغمبرؐ کے ان قریب ترین عزیزوں میں سے ایک ہیں،جن سے محبت کا حکم ہمیں اللہ نے دیا ہے۔'' ۱۷۔

''کربلا میں خون کے بادل برسے اور شہیدوں اور انقلابیوں کی نسلوں نے استحکام پایا اور بار آور ہوئے۔ امام حسینؑ کی بے خوف آواز آج بھی عالمی فضامیں گونج رہی ہے اور گذشتہ چودہ صدیوں کے دوران نسل انسانی کو آزادی واستقلال کا درس دے رہی ہے۔کربلا ایک طوفان ہے جو ستمگروں کو ناامید کرتی ہے اور (انہیں) ہلا ڈالتی ہے۔'' ۱۸۔

کربلا بربریّت کے خلاف انسانیت کے اعلیٰ نظام کو آشکار کرتی ہے ۔کربلا باغیانہ طرزفکر کے خلاف رضائے الٰہی کے لئے خود کو پوری طرح سونپ دینے اور ناحق کے مقابلہ میں حق پر جمے رہنے کا نام ہے۔سخت ترین امتحان کی گھڑی میں امام حسینؑ نے جس یقین محکم کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ انسانی میں یکتا، لامثال اورلازوال ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کہتے ہیں۔

> ''کربلا---، بنیادی طور پر انسانی وقار کی کہانی --- (اور) انسان کی حقیقی شرافت،عظمت کی اعلیٰ ترین چوٹی تک انسانی سفر کی داستان ہے۔ یہ فرد واحد اور اجتماعی زندگی کے اعلیٰ ترین اصولوں کو پیش کرتی ہے۔ یہ وحشیانہ غلامی سے

آزادی تک کے سفر میں سنگ میل ہے۔ یہ اس بات کا ناقابل انکار ثبوت ہے کہ اس آزادی کا بنی نوع انسان میں قائم ہونا عین ممکن ہے۔ یہ کربلا روشنی کا وہ مینار ہے جو انسانیت کی رہنمائی منزل کمال تک کرتا ہے۔ جب کبھی بدی کی طاقتیں اس نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کے لئے اٹھتی ہیں، تو حسینؑ کا کارنامۂ عظیم اس کی درخشانی کو دوبالا کردیتا ہے۔ جس وقت انسانیت کے قدم راہ حق وحریت میں ڈگمگانے لگتے ہیں تو حسینؑ اس کا سہارا بن کر اسے بچالیتا ہے ۔۔۔ جب ظالموں کی طاقت کا طوفان چڑھ کر کسی فرد کو خوفزدہ اور دل شکستہ کردیتا ہے، اس وقت حسینؑ کی شخصیت کی مثال اسے یاد دلاتی ہے کہ وحشیانہ طاقت وجبر کی متحرک مدافعت کی مسؤلیت خود عائد ہوتی ہے ۔۔۔ حسینؑ دنیا والوں پر یہ سچ آشکار کرتے ہیں کہ زندگی کا مطلب جیسے بھی بن پڑے صرف جیتے رہنا ہی نہیں ہے۔'' ۱۹؎

سچ ہے، امام حسینؑ کا مایۂ ناز عمل اور ان کی قربانی بے مثال ہے۔ بنی نوع انسان کو غنودگی کی کیفیت سے باہر تو نکل لینے دیجئے اور اسے صعوبتوں اور پریشانیوں کی وجہ سمجھ تو لینے دیجئے ، تب تمام دنیائے انسانیت جوش ملیح آبادی کی ہمنوا ہوکر کہے گی:

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

حوالے:

۱۔بحوالہ مولوی ضیاء احمد بدایونی، قول سدید یعنی رد خلافت معاویہ ویزید، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، ۱۹۶۰

۲۔(ابن اثیر)، ایضاً، صفحات ۳۵۔۳۶

۳۔(طبری)، ایضاً، صفحہ ۶۸

۴۔الترمذی

۵۔ایضاً

۶۔مستدرک حاکم

۷۔سورۂ احزاب، آیت ۵۷

۸۔شیخ مفید، الارشاد (انگریزی)، صفحات ۳۰۱۔۳۰۲، ترجمہ مصنف مضمون ہذا

۹۔علاّمہ مجلسی ، بحار الانوار، جلد ۴۴،صفحہ ۳۲۹
۱۰۔شیخ مفید،الارشاد،صفحہ ۲۲۳، ازمقتل مطہری (انگریزی)،صفحات ۱۲۱۔ ۱۲۲،ترجمہ مصنف مضمون ہذا
۱۱۔پیرمحمد عبدالصبور،شہوار کربلا، آستان عالیہ نقشبندیہ، اٹک ، ۱۹۷۹ء
۱۲۔الطبری ۱۱، ۳۲۰۳ایف ،بحوالہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جلد ۳،ای ۔جے۔برل،لیدن،ہالینڈ،۱۹۷۱
۱۳۔پروفیسر سید احتشام حسین رضوی ،کربلا کا تاریخی منظر: انقلابی طاقتوں کا مادّی تجزیہ، سرفراز، محرم نمبر ۱۳۹۶ھ،لکھنؤ،ص ۱۷۶
۱۴۔جارج جرداق صوت العدالۃ الانسانیہ (Voice of Human Justice) ترجمہ:ایم۔فضل انصاریان پبلیکیشن ،تہران،ایران،ص ۲۹۹، ۱۹۹۰ء
۱۵۔اس سلسلہ میں مورخین نے عمروبن العاص،عبد الرحمن بن عوف(مسعودی مروجہ الذہب،ج ۳ ص ۳) مروان بن الحکم (ابن اثیر،تاریخ کامل، ج ۲،ص ۹) کا ذکر کیاہے۔
۱۶۔جارج جرداق، مذکورہ بالا کتاب،ص ۲۴۶
۱۷۔ Imam Husain and the Day of Ashura,Tehran.I R Iran p.14
۱۸۔ایضاً ،ص ۱۰
۱۹۔دی مارٹرڈم آف کربلا، ترجمہ محمد اقبال صدیقی، نور پبلیشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۸۵ئ،ص ۶۱

]ب[